تقویٰ کی حقیقت

تقویٰ کے ثمرات

اکابر اولیاء کا تقویٰ

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

شائع کردہ:

مرحبا اکیڈمی

سلسلہ اشاعت نمبر 73

یا اللہ

اصل کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

چاریار

تقویٰ کی حقیقت

تقویٰ کے ثمرات

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اکابر اولیاء کا تقویٰ

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 73

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

☆☆☆☆

نام کتاب: تقویٰ کے ثمرات

سلسلہ اشاعت: 73 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 48

قیمت: 250 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ چکوال

طباعت: 3 ربیع الاوّل 1442ھ 21 اکتوبر 2020ء بروز بدھ

ناشر: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

مکتبہ انوار القرآن نزد دارالعلوم حنفیہ چکوال 0321-5974344

مکتبہ رشیدیہ بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5

اعوان بک ڈپو بھون روڈ چکوال 0543-553546

کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ عثمانیہ بالمقابل دار لعلوم کراچی نمبر 14

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

تقویٰ کے ثمرات.................................5
تقویٰ کی حقیقت..............................5
تقویٰ کی صورتیں..............................9
عوام کا تقویٰ..................................9
خواص کا تقویٰ................................9
مقرب واخص اولیاء کا تقویٰ..................9
تقویٰ حاصل کرنے کا طریقہ..................9
تقویٰ پیدا کرنے کا طریقہ....................10
تقویٰ اور نجات..............................12
تقویٰ کے مراتب............................13
متقی لوگوں کا تقویٰ........................13
صدیقین کا تقویٰ............................14
صادقین کے ساتھ ہو جاؤ....................15
تقویٰ کے ثمرات............................15
افضل ایمان.................................16
ولایت خاصہ میں درجات....................17
حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ولایت خاصہ کی بشارت.............................19
مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ولایت خاصہ حاصل تھی.............................20
مہاجرین و انصار ولایت خاصہ میں درجہ صدیقیت پر فائز تھے اور درجہ شہداء حاصل تھا......20
ولایت خاصہ کے درجات.....................21
معیّت ورفاقت کے درجات..................22
ولایت خاصہ کے درجات.....................23
ولایت کی انتہاء منصب صدیقیت...........24
مقام ولایت سے اوپر مقام شہادت.........24
صدیق اور شہید کا درجہ کن کو ملتا ہے........25
اُمت کے مومنین درجہ شہداء، کا پائیں گے ..26
تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم درجہ صدیقیت اور درجہ شہداء پر فائز تھے.............................27
مومنین میں کن کو درجہ شہداء کی بشارت حاصل ہے.............................27
تصوف وسلوک کا مقصد.....................30
بیعت توبہ.....................................31
اسماء حُسنیٰ پڑھنے کا طریقہ...............33
ولایت کے مراتب ومقامات.................34
نسبت کیا چیز ہے؟..........................35
رضائے الٰہی...................................36
تصوف کی تعلیمات کی غرض وغایت........37
توبۃً النصوح...................................37
شریعت وطریقت لازم وملزوم ہیں..........39
تقویٰ سے علم الٰہی حاصل ہوتا ہے..........39
تقویٰ اللہ پر اختیار کرے تو اللہ اس کو علم سکھاتا ہے.............................40
صفتِ اعظم "سبحان"........................45

☆☆☆☆

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی [شوریٰ پ ۲۵]

فرما دیجیے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، مگر رشتہ داروں میں محبت چاہیے۔

شجرۂ مودّت

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

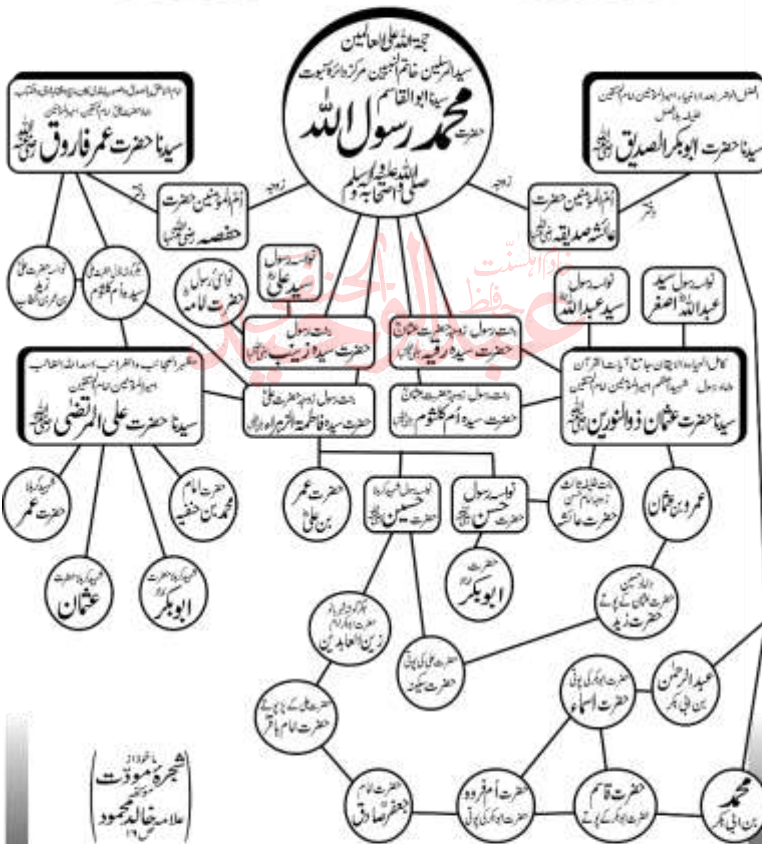

ماخوذ از
شجرۂ مودّت
مؤلفہ
علامہ خالد محمود
ص ۱۹

alnoor 0334-8706701
www.alnoors.com

تقویٰ کے ثمرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

تقویٰ کی حقیقت

- تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ کی اطاعت میں سرگرم رہ کر اس کے عذابوں سے بچنے کی سر توڑ کوشش کرنا۔[1]
- اصل تقویٰ شرک سے بچنا ہے۔ پھر فضول و بے کار باتیں چھوڑ دی جائیں۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ کی اطاعت کی جائے، نافرمانی نہ کی جائے۔ اس کا ذکر کیا جائے، ذکر کو بھولا نہ جائے۔ اور اس کی نعمتوں کا شکر کیا جائے، ناشکری نہ کی جائے۔[2]
- حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] غنیۃ الطالبین ج ۱، ص ۳۵۲۔
[2] غنیۃ الطالبین از شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۵۲۔

میں نے صخرۃ بیت المقدس کے نیچے ایک رات گزاری۔ جب کچھ رات گزر گئی تو دو فرشتے اترے، ایک فرشتہ نے دوسرے سے پوچھا یہاں کون ہے؟ دوسرا بولا: ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کا حق تعالیٰ نے ایک درجہ گھٹا دیا ہے۔

پہلے نے پوچھا: کیوں؟ دوسرے نے جواب دیا: اس لیے کہ انہوں نے ایک دفعہ بصرہ میں کھجوریں خریدی تھیں۔ پھر بیچنے والے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور ان کی کھجوروں میں گر گئی تھی (وہ کھجور انہوں نے اسے واپس نہیں دی)۔

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ گفتگو سُن کر بصرہ گیا اور اُسی دکاندار سے کھجوریں خریدیں اور اپنی کھجوروں میں سے ایک کھجور نکال کر اس کی کھجوروں میں ڈال دی اور بیت المقدس واپس آ گیا اور صخرہ کے نیچے سو گیا۔ تھوڑی سی رات گزری تھی کہ اچانک وہی دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ ایک دوسرے سے کہتا ہے: یہاں کون ہیں؟ دوسرا کہتا ہے: ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے چیز اُس کی جگہ لوٹا دی اور ان کا درجہ بلند کر دیا گیا۔[1]

- حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ چکوال میں گزرے

[1] غنیۃ الطالبین از حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۵۴۔

ہیں، جو کہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے شاگرد اور خلیفہ تھے۔ اور چکوال میں جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کے مہتمم اور مدنی جامع مسجد کے خطیب تھے۔ انہوں نے اپنی وفات سے ایک ہفتہ پہلے اپنے وصیت نامہ میں فرمایا: "میں نے کبھی بھی جامعہ اظہار الاسلام، مدنی جامع مسجد یا جماعتی فنڈ سے کوئی تنخواہ نہیں لی۔ میں نہ کسی کا مقروض ہوں، نہ کوئی میرا مقروض ہے۔ اور مجھ پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں ہوئی، رب العالمین اپنے فضل وکرم سے رزق دیتے رہے ہیں۔"

ان کے ایک شاگرد مولانا حافظ نور حسین عارف فاضل جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ فرماتے ہیں کہ:

دور طالب علمی میں ایک دن مدنی جامع مسجد کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ ایک آدمی آیا۔ اس کے ہاتھ میں گوشت تھا جو آدھا کلو کے قریب ہو گا، مجھے پکڑاتے ہوئے کہا کہ یہ مدرسہ میں دے دینا۔ میں نے گوشت پکڑ لیا اور بغیر کسی استاد کے مشورہ کے خود اپنے ذہن میں فیصلہ کر لیا کہ یہ گوشت حضرت قاضی مظہر حسین صاحب کے گھر دے دینا چاہیے۔ چناں چہ میں نے وہ گوشت جا کر حضرت کے گھر والوں کو دے دیا۔

انہوں نے سمجھا کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے منگایا ہو گا۔ اور

پکا کر جب کھانے کے ساتھ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے پاس بھیجا تو انہوں نے گھر والوں سے پوچھا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ کیا آپ نے نور حسین سے نہیں منگوایا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے نہیں منگوایا۔ نور حسین کو بلاؤ۔ جب وہ حضرت کے پاس آیا تو فرمایا: یہ گوشت تو نے کہاں سے لا کر دیا ہے۔ اس نے سب واقعہ عرض کر دیا۔

یہ سُن کر خوب غصہ ہوئے اور فرمایا یہ گوشت تو طلبہ کا تھا، تو بغیر پوچھے یہاں کیوں لایا؟ پھر فرمایا آئندہ تو نے ایسی حرکت کی تو سخت سزا ملے گی۔ پھر گھر والوں سے پوچھا کہ گوشت کتنا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ تقریباً آدھا کلو ہو گا۔ حضرت نے کلو کے پیسے دیے اور فرمایا کہ ابھی مدرسہ کے دفتر میں جاؤ اور ناظم صاحب سے ان پیسوں کی رسید کٹوا کر مجھے دو۔ جب رسید کٹوا کر واپس گیا تو فرمایا یہ سب گوشت پکا ہوا لے جاؤ اور باورچی کو کہو کہ طلبہ کے شام کے سالن میں ڈال دے۔"[1]

اللہ اللہ! یہ تھا ہمارے اکابر کا تقویٰ۔

---

[1] قائد اہل سنت نمبر ص ۹۵۵ و مظہر م کرم مؤلفہ عبد الجبار سلفی ص ۹۶۴

تقویٰ کی صورتیں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: تقویٰ کی کئی صورتیں ہیں۔

عوام کا تقویٰ

شرک سے بچنا ہے۔

خواص کا تقویٰ

یہ ہے کہ ہویٰ سے اور تمام گناہوں سے بچنا ہے۔ اور نفس کی خواہش کی مخالفت کرنا ہے۔

مقرب واخص اولیاء کا تقویٰ

چیزوں کی خواہش سے بچنا ہے اور نفلی عبادتوں میں تجرد سے بچنا ہے۔ اور تعلقِ اسباب سے قطع نظر کرنا ہے اور اللہ کے ماسویٰ کو چھوڑ دینا ہے۔ اور حال و مقام پر چمٹے رہنے کو چھوڑ دینا ہے۔ اور ان تمام باتوں میں حق تعالیٰ کے احکام بجالانا ہے اور فرائض میں چست و سرگرم عمل رہنا ہے۔

تقویٰ حاصل کرنے کا طریقہ

اگر کوئی پوچھے کہ ایسا تقویٰ حاصل کرنے کی راہ کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(۱)سب سے کٹ کر صدق دل سے اللہ کی پناہ اختیار کی جائے۔

(۲) اور اطاعت و عبادت میں چمٹ کر پوری پوری سرگرمی دکھائی جائے۔

(۳)شریعتِ مطہرہ کے احکام بجالائے جائیں۔

(۴)ممنوعات سے باز رہا جائے۔

(۵)خود کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے حوالہ کر دیا جائے۔

(۶)اللہ تعالیٰ کی حدوں کی حفاظت کی جائے۔

(۷)اور ہمہ وقت اپنے حال کی حفاظت کی جائے۔[1]

تقویٰ پیدا کرنے کا طریقہ

عبدالوحید الحنفی

تقویٰ پیدا کرنے کے لیے سب سے پہلے یہ فرض ہے کہ

(۱)لوگوں کے حقوق سے نجات حاصل کی جائے۔

(۲)پھر تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے احتیاط سے بچا جائے۔

(۳)پھر دل کے گناہوں کو چھوڑنے کی طرف توجہ دی جائے۔(اُنہیں اعضاء سے گناہ سرزد ہوتے ہیں) جیسے ریا، نفاق، غرور، کینہ، حرص، طمع، لوگوں سے ڈر، لوگوں سے امید، جاہ، ریاست اور لوگوں پر بڑائی وغیرہ، جن کی تفصیل موجب طوالت ہے۔

---

[1] غنیۃ الطالبین حصہ اوّل، ص ۳۵۶۔ از شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) ان کے چھوڑنے پر انسان اُسی وقت قادر ہو سکتا ہے جب ہوائے نفسانی ترک کرنے پر تُل جائے اور اپنے ارادے کی طرف دیکھنے کو ترک کر دے۔ اور اللہ کے مقابلہ میں کسی شے کو اختیار نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے مقابلہ میں اپنی تدبیر کو دخل نہ دے۔ اور اللہ پر کسی کو بہتر خیال نہ کرے۔

(۵) اور روزی کسی سبب اور وجہ کی طرف منسوب نہ کرے، اور پیدائش میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے۔ بلکہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کو سونپ دے۔

(٦) اور اپنا نفس اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دے اور اپنے آپ کو اللہ کے آگے ڈال دے۔

(۷) اور اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں اس طرح بن جائے جیسے ایک شیر خوار بچہ اپنی دائی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور جیسے مُردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ کہ اس کے اختیارات اور ارادے سب ختم ہوتے ہیں۔

دیکھیے اور خوب یاد رکھیے پوری پوری نجات ایسا ہی طریقہ اختیار کرنے میں ہے۔[1]

---

[1] غنیۃ الطالبین حصہ اوّل ص ۳۵٦۔ از شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ

تقویٰ اور نجات

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ يُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْ بِمَفَازَتِهِمْ [1]

اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کو ان کی کامیابی کے ساتھ نجات عطا فرماتا ہے۔

علامہ جریری فرماتے ہیں: وہی نجات پاتا ہے، جو اپنا عہد پورا کرنے کا خیال رکھتا ہے۔

(۲) يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰه حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْن [2]

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو، ڈرنے کا حق، اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔

(۳) يَا اَيُّهَا النَّاسَ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ [3]

اے انسانو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔

(۴) يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰه وَ قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ

---

[1] الزمر آیت ۶۱۔

[2] آل عمران آیت ۱۰۲۔

[3] النساء آیت ۱

رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيماً[1]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول کرے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔ اور جو شخص، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، سو بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔

تقویٰ کے مراتب

ایسے شبہات سے بچنا ہے، جن میں (حلال و حرام دونوں طرح سے) احتمالات ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا يُرِيْبُكَ۔[2]

شک والی چیز کو چھوڑ کر اس کو اپناؤ جو تمہیں شک میں نہیں ڈالتی۔

(۲) نیز حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلْاِثْمُ حَزَّازُ الْقُلُوْبِ[3]

جو چیز دلوں میں کھٹکے وہ گناہ ہے۔

متقی لوگوں کا تقویٰ

متقی لوگوں کی پرہیز گاری حلال چیز کو اس لیے چھوڑنا کہ حرام میں

---

[1] سورۃ الاحزاب آیت ۷۰۔

[2] بخاری ج ۱، ص ۲۷۵ تفسیر المشتبہات

[3] شعب الایمان بیہقی ج ۵ حدیث ۲۷۷۔

جانے کا خطرہ دل میں کھٹکے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

لَا یَکُوْنُ الرَّجُلُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَا لَا بَاسِ بِهٖ مُخَافَةً مِمَّا بِهٖ بَاسٌ۔

کوئی شخص اس وقت تک متقی لوگوں میں سے نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ ایسی چیز کو نہ چھوڑے جس میں کوئی حرج نہیں، اس چیز کے خوف سے جس میں حرج ہے۔

مثال اس کی یہ ہے کہ پوشیدہ طور پر لوگوں کے بارے میں باتیں نہ کرے کہ کہیں غیبت تک نہ چلا جائے۔ اسی طرح وہ خواہشات کے مطابق نہیں کھاتا کہ کہیں ایسی چستی و گمراہی نہ پیدا ہو جائے، جو اسے ممنوعاتِ شرعیہ کے قریب کر دے۔

صدیقین کا تقویٰ

صدیقین کی پرہیز گاری، اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو چھوڑنے کا نام ہے۔ کیوں کہ اُن کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں زندگی کی کوئی ساعت قربِ خداوندی کے بغیر نہ گزر جائے۔ اگرچہ وہ جانتا ہے اور اُسے یقین ہے کہ وہ (عمل) اسے حرام کی طرف نہیں پہنچائے گا۔[1]

[1] احیاء العلوم ج۱، ص۸۷۔ باب دوم۔ از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ عبدالوحید

صادقین کے ساتھ ہو جاؤ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰادِقِيْن[1]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

یعنی جو نیت اور بات میں سچے ہیں، اُن کی راہ چلو کہ تم بھی صدق اختیار کرو۔

تقویٰ کے ثمرات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْ يَتَّقُوْنَ ○ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِيْ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِيْ الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْم[2]

آگاہ ہو جاؤ کہ بے شک اللہ کے اولیاء پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ کرتے ہیں ○ ان کے لیے زندگی دنیا میں اور آخرت میں بشارت ہے، اللہ کی

---

[1] التوبہ آیت ۱۱۹۔

[2] سورہ یونس آیت ۶۲ تا ۶۴

باتوں میں تبدیلی نہیں ہے۔یہی بڑی مراد ہے۔

ولایت کا مدار اس آیت میں ولایت کا مدار دو چیزوں پر فرمایا ہے۔ ایمان اور تقویٰ۔ سو جس درجہ کا ایمان اور تقویٰ حاصل ہو گا،اُسی مرتبہ کی ولایت حاصل ہو گی۔

(۲) اللہ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْن۔ (آل عمران آیت ۶۸)

اللہ حامی ہے ایمان والوں کا۔

یہ ولایت عامہ ہے جو کہ ہر مومن کو حاصل ہے۔

افضل ایمان

قیل فَاَیُّ اِیْمَانُ اَفْضَلُ؟

حضور ﷺ سے پوچھا گیا کونسا ایمان افضل ہے؟

قال اَلهجرَة۔

فرمایا ہجرت

قیل وَمَا الْهِجْرَةِ۔

دریافت کیا گیا ہجرت کیا ہے؟

قال اَنْ تهجُرَ السُّوءَ۔

تم گناہوں کو چھوڑ دو۔

قیل فَاَیُّ الْهِجرَةَ اَفْضَلُ

دریافت کیا گیا کون سی ہجرت افضل ہے؟

قال اَلْجِھَاد

فرمایا جہاد

قیل وَمَا الْجِھَاد

دریافت کیا گیا: جہاد کیا ہے؟

قال اَنْ تُقَاتِلَ الْکُفَّارَ اِذَا لَقِیْتُمْ

فرمایا جہاد یہ ہے کہ جب کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو تم اُن سے قتال کرو۔

قیل فَاَیُّ الْجِھَادِ اَفْضَل؟

دریافت کیا گیا کون سا جہاد افضل ہے؟

قال مَنْ عُقِرَ جَوَادُہٗ وَ اُھْرِیْقَ دَمُہٗ ثُمَّ عَمَلَانِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ

فرمایا جس جہاد میں مجاہد کا گھوڑا زخمی ہو جائے اور اس کا خون بہہ جائے۔

اِلّا یہ کہ کوئی اُن ہی جیسا عمل کرے مقبول حج یا عمرہ۔[1]

ولایت خاصہ میں درجات

جو شخص اسلام قبول کر کے اسلامی تعلیمات کو مان لے، صدق دل سے مسلمان ہو جائے اس کو ولایت عامہ کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے۔

1 کنز العمال ج ا حدیث ۱۷۔ مسند امام احمد بن حنبل بروایت عمر بن حسبہ

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ۔

آگاہ ہو جاؤ کہ بے شک اللہ کے اولیاء پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ کرتے ہیں۔

- (۲) اب ولایت عامہ حاصل ہونے کے بعد ولایت خاصہ کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ٹھہری۔ (۱) ایمان کامل (۲) اعمال صالحہ۔ میں بنیادی چیز تقویٰ کامل۔ مثل نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ یہ دونوں چیزیں ایمانِ کامل اور تقویٰ کامل بھی فرض وواجب ہے۔ اور دونوں چیزیں بدوں اصلاح باطن کے حاصل نہیں ہوتیں۔ کیوں کہ ایمان کامل کا محل ظاہر ہے کہ قلب ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ (سورۃ الحجرات آیت ۱۴)

ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ دل (قلب) میں ایمان کا نور جب داخل ہو جائے گا، ایمان کامل ہو گا۔ دوسری چیز تقویٰ ہے، گو یہ ظاہری جوارح سے متعلق ہے مگر حقیقی تقویٰ جو کامل تقویٰ ہے، وہ قلب سے متعلق ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں فرماتے ہیں:

حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ولایت خاصہ کی بشارت

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَ اَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ○[1]

بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے خوش ہوا جب کہ وہ مومن آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا، اللہ کو وہ بھی معلوم تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان میں اطمینان پیدا کر دیا اور ان کو ایک لگتے ہاتھ فتح دے دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تقویٰ کامل کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سکینۃ عَلٰی رُسُوْلِہٖ وَ عَلَی الْمُؤْمنین وَ الزَمَھُم کلمۃ التَقویٰ وَ کَانُوا اَحَقّ بِھَا وَ اَھْلھاء وَ کَانَ اللّٰہ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا○[2]

سو اللہ نے اپنے رسول کو اور مومنین کو اپنی طرف "سکینہ" متحمل عطا فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے زیادہ مستحق ہیں، اور اس کے اہل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

---

[1] سورہ الفتح آیت ۱۸

[2] سورہ الفتح آیت ۲۶

مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ولایت خاصہ حاصل تھی

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ○ (سورہ انفال آیت ۷۴)

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے رسول اور اس کے ہمراہیوں کو جگہ دی اور اُن کی مدد کی وہی سچے ایمان دار ہیں اور ان کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہاجرین وانصار ولایت خاصہ میں درجہ صدیقیت پر فائز تھے اور درجہ شہداء حاصل تھا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ[1]

اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں، اُن کے لیے ان کا اجر

[1] سورہ الحدید آیت ۱۹۔ پ ۲۷۔

اور اُن کا نور ہو گا۔

یہ ولایت خاصہ درجہ بدرجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل تھی۔ یعنی مراتب کمال ایمان ہی کی بدولت نصیب ہوتے ہیں۔

درجہ شہادت اور شہید کا درجہ حاصل باذِل نفس فی اللہ ہے گو قتل ہونا اختیار سے خارج ہے۔

ولایت خاصہ کے درجات

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ (سورہ النساء آیت ٦٩)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول کا کہنا مان لے گا، تو ایسے اشخاص بھی اُن حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء۔ اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں اور یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے۔ اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں۔

معیّت ورفاقت کے درجات

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی تفسیر بیان القرآن میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

فائدہ ساتھ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اشخاص جنت میں جاویں گے۔ کیوں کہ یہ مطلب قرینہ مقام کے کہ "مقام مدح و فضل" ہے، خلاف ہے۔

اور یہ مطلب بھی نہیں کہ یہ اشخاص خاص ان حضرات کے درجہ میں چلے جاویں گے، کیوں کہ ہُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ اللہِ وغیرہ آیات میں یہ تفاوت ثابت ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنے درجہ سافلہ سے اُن کے درجہ عالیہ میں پہنچ کر مشرف بزیارت وبرکات اُس درجہ کے ہوا کریں گے۔ اور جاننا چاہیے کہ ضروری احکام کے مدارج بھی مختلف ہیں۔

اوّل درجہ وہ ہے جس سے آدمی مومن ہو جاتا ہے۔

اعلیٰ درجہ اس سے اعلیٰ درجہ وہ ہے جس سے قلب عاصی سے بچ جاتا ہے۔

پس جس درجہ کے احکام ضروریہ میں اطاعت ہو گی، اُس درجہ کی "مَعِیَّتْ" ہو گی۔ اور اس سے اعلیٰ یہ ہے کہ تطوعاتِ ظاہری و باطنی کو بھی بجالاوے۔

یہاں مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ میں یہ درجہ اس لیے مراد نہیں کہ اس سے تو صدیقیت و شہادت و صلاح کے ساتھ متصف ہوتا ہے۔ جن کے ساتھ "مَعِیَّتٌ" کا ذکر ہے ورنہ مع منتبین متحد ہو جاویں گے۔ حالاں کے اُن کا متعدد ہونا ضروری ہے۔[1]

ولایت خاصہ کے درجات

بخاری شریف و مسلم شریف میں روایت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کوہِ اُحد پر چڑھے۔ اُحد حرکت کرنے لگا (یعنی جوشِ مسرت میں جھومنے لگا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پر ایک ٹھوکر لگائی اور فرمایا:

اُثۡبُتۡ اُحُد! فَاِنَّمَا عَلَیۡکَ نَبِیٌّ وَ صِدِّیۡقٌ وَ شَهِیۡدَانِ

احد ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔[2]

گویا صدیق اور نبی میں اتنا قریبی اتصال ہے کہ جہاں صدیقیت کی حد ختم ہوتی ہے وہاں سے حدِ نبوت کا آغاز ہوتا ہے۔

منصب صدیق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صدیق کے معنیٰ بڑا سچا اور شریعت میں ایک خاص مرتبہ ہے، جس

---

1 تفسیر بیان القرآن النساء آیت ۶۹ پ ۵۔
2 حوالہ بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد بن حنبل

کی سرحد نبوت کی سرحد سے ملی ہوئی ہے۔[1]

ولایت کی انتہاء منصب صدیقت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے روحانی سفر کرتے ہوئے اپنی کتاب انفاس العارفین میں یوں کہا ہے:

پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری روح کو اپنی روح میں لے لیا اور مقامِ صدیقیت جو کہ ولایت کی انتہا ہے، سے گزار دیا۔[2]

مقام ولایت سے اوپر مقام شہادت

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مقام ولایت سے اوپر مقام شہادت ہے اور ولایت کو شہادت سے وہی نسبت ہے جو تجلی صوری کی، تجلی ذاتی سے۔ بلکہ ولایت و شہادت کا درمیانی بُعد اُن دونوں تجلیوں کے درمیانی بُعد سے کئی درجے زیادہ ہے۔

اور مقام شہادت سے اوپر مقام صدیقیت ہے۔ وہ فرق جو ان دونوں مقاموں کے درمیان ہے، وہ نہ تو کسی عبارت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور نہ کسی اشارہ سے بیان کیا جاسکتا ہے۔ اور اس مقام سے اوپر سوائے مقام نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات کے اور کوئی مقام نہیں ہے۔ ممکن

---

[1] ازالۃ الخلفاء ص ۱۲۔ از حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

[2] انفاس العارفین ص ۳۷۔ مؤلفہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

خادم اہلسنت عبدالوحید

نہیں کہ مقام صدیقیت اور نبوت کے درمیان کوئی مقام ہوا ہو بلکہ محال ہے۔[1]

صدیق اور شہید کا درجہ کن کو ملتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ ٭ۖ وَ الشُّہَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ؕ لَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ وَ نُوۡرُہُمۡ ؕ[2]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اُس کے رَسُولوں پر، وہی اللہ کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں اور اُن کے لیے اجر اور اُن کا (خصوصی) نور ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

- امام ابنِ مردویہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اپنی ذات اور دین کے بارے میں فتنہ سے ڈرتے ہوئے اپنے دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہوتا رہا، وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھا جائے گا اور جب وہ مرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے شہید قرار دے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَالَّذِیۡنَ آمَنُوۡ بِاللّٰہَ وَ رُسُلِہٖ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ وَ اشُّہدَآءُ

---

[1] مکتوبات مجدد الف ثانی دفتر اوّل مکتوب ۱۸ ص ۴۲۔

[2] سورہ الحدید آیت ۱۹۔ پ ۲۷۔

عِنْدَ رَبِّهِمْ۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اپنے دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگ دوڑ کرنے والے قیامت کے دن جنت میں حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام کے ساتھ درجہ میں ہوں گے۔[1]

اُمت کے مومنین درجہ شہداء، کا پائیں گے

امام ابنِ جریر طبری نے حضرت براء بن حازب سے روایت بیان کی ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کے مومنین شہداء ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

وَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔

امام ابنِ مُنذر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابنِ مسعود سے یہ قول بیان کیا ہے کہ:

بے شک ایک آدمی اپنے بستر پر مرے گا اور وہ شہید ہو گا۔

پھر آپ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔[2]

---

1 تفسیر در منثور ج ٦، سورہ الحدید آیت بالا۔ بحوالہ تفسیر طبری ج ٢٧۔

2 تفسیر در منثور ج ٢۔ بحوالہ تفسیر ابنِ جریر طبری ج ٢٧

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ درجہ صدیقیت اور درجہ شہداء پر فائز تھے

امام ابنِ ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ سے یہ بیان نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا، اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ: تم سب کے سب صدیق اور شہید ہو۔

تو آپ سے کہا گیا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: یہ آیت پڑھو:

وَ الَّذِیْنَ آمَنُوْ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ (سورہ الحدید ۱۹)

جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں، ان کے لیے ان کا اجر اور اُن کا نور ہو گا۔

مومنین میں کن کو درجہ شہداء کی بشارت حاصل ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا تَعُدُّوْنَ شَهِیْدًا فِیْكُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ۔

قَالَ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا الْقَلِیْلُ، مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ

اللّٰہِ فُھُوَ شَھِیْدٌ۔ وَمَنْ مَاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِی الطَّاعُوْنِ (فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ) فَھُوَ شَھِیْدٌ، وَ مَنْ مَاتَ فِی الْبَطْنِ (فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ) فَھُوَ شَھِیْدٌ۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے آپ میں شہید کس کو جانتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کے راستہ میں قتل ہو جائے، وہ شہید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس صورت میں تو میری امت کے اندر شہیدوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائے گی۔ (آگاہ ہو کہ)

(۱) جو شخص اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔

(۲) جو شخص اللہ کی راہ میں اپنی موت آپ مرے وہ شہید ہے۔

(۳) جو شخص اللہ کی راہ میں طاعون سے مرے وہ شہید ہے۔

(۴) جو شخص پیٹ کی بیماری سے مرے وہ شہید ہے۔

دوسری روایت میں یہ بھی فرمایا:

(۱) اَلْقَتِیْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ شَھِیْد۔

(۲) و الطعین فی سبیل اللہ شھید۔

(۳) و الفریق فی سبیل اللہ شھید۔

---

[1] رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ ج ۲، ح ۳۶۳۵۔

(۴) الخارّ عَن دابته فی سبیل الله شهید۔

(۵) والمجنوب فی سبیل الله شهید۔

قال محمد (یعنی ابنِ اسحٰق) المجنوب: صاحب الجنب۔[1]

(۱) جو شخص اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔

(۲) جو شخص اللہ کی راہ میں طاعون سے مرے وہ شہید ہے۔

(۳) جو شخص اللہ کی راہ میں ڈوب کر مرے وہ شہید ہے۔

(۴) جو شخص اللہ کی راہ میں سواری سے گر کر مر جائے وہ شہید ہے۔

(۵) جو شخص پیٹ کی بیماری سے مرے وہ شہید ہے۔

احادیث صحیحہ کی روشنی میں شہداء کا درجہ مومنین میں مذکورہ اقسام میں سے کسی صورت میں بھی وفات پانے والوں کو نصیب ہو سکتا ہے۔

بصورت (۱) قتل (۲) اللہ کے راستے میں موت (۳) طاعون سے (۴) پیٹ کی بیماری سے (۵) ڈوب کر مرنے سے (۶) سواری سے گر کر مرنے سے بھی اللہ تعالیٰ اُس کو شہداء کے درجہ میں پہنچا دیتے ہیں۔ لیکن مومن ہونے کی صورت میں ہی یہ درجہ نصیب ہوتا ہے۔

مقام صالحین شریعت و طریقت لازم و ملزوم ہیں۔ بغیر شریعت کے

---

[1] صحیح الاحادیث المؤلفہ البانی ج۲ ح۱۶۶۷۔ اخرجہ احمد۔ ج۳، ص۴۴۱، ۴۴۲۔ قلت اسنادہ حسن، رجالہ کلم ثقات۔

طریقت کا حصول محال ہے۔ شریعت کا عالم باعمل سچا مسلم و مومن ہوتا ہے اور طریقت کا عالم باعمل سچا مسلم، مومن صالح ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو سچا مومن صالح بننے کی سعادت نصیب کریں اور آخرت میں صالحین، شہداء اور صدیقوں اور انبیاء کی رفاقت نصیب کریں۔ آمین۔

تصوف و سلوک کا مقصد

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وصیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:

مقام احسان تصوف و سلوک کا مقصد تو مقام احسان کا حاصل کرنا ہے۔ جس کا ذکر حضرت جبرئیل علیہ السلام کی حسب ذیل حدیث میں ہے:

قَالَ مَا الْاِحْسَانُ: قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ احسان کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس طرح کہ گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے۔

احسان کی یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو اصحاب تصوف اس کو نسبت باطنی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس "نسبت" کے بھی مدارج ہیں۔ عالم

اسباب میں یہ نسبت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کثرت ذکر اور مجاہدہ و مراقبے سے حاصل ہوتی ہے۔

مشائخ کے نزدیک بیعت دو قسم کی ہوتی ہے۔

بیعت توبہ

بیعت توبہ کی اجازت ہر اس شخص کو دی جاتی ہے جو متشرع اور مخلص ہو، خواہ نسبت باطنی اس کو حاصل نہ ہو۔

بیعت سلوک کی اجازت صاحب نسبت کو دی جاتی ہے۔[1]

نسبت ایک وجدانی جزبہ ہے جو منجانب اللہ حق تعالیٰ جل شانہٗ عباد مخلص کو بطور القا عطا ہوتا ہے۔ نسبت یا جذبہ وجدانی در حقیقت ایک رحمت ہے، جس کو یہ چیز القا ہوتی ہے۔

اسے اسم ذات "اللہ" سے بے پناہ محبت ہو جاتی ہے پھر وہ جب اسم ذات اللہ کی تسبیحات پڑھتا ہے اور نظر میں نقش مبارک "اللہ" جماتا ہے تو معارف و حقائق کا ایک بحر بیکراں سامنے آکر جوش زن ہوتا ہے۔ جس سے گزر کر اس مقام عالی تک رسائی ہوتی ہے جسے مقام صدق، مقام شہادت اور مقام صالحیت پر فائز ہو کر زمرہ صدیقین، زمرہ شہداء اور زمرہ صالحین تک اُس کو رسائی ہوتی ہے۔ اور نعمت حق الیقین کی تصدیق

---

[1] وصیت نامہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ ص ۱۰۔

و تکمیل ہو کر انعام یافتوں میں شمار ہوتا ہے۔

جذبہ وجدانی جسے تصوف کی اصطلاح میں ''نسبت'' کہتے ہیں۔ ایک عطیۂ رحمت ہے جو شخص صحیح سلسلۂ اجازت کے ساتھ طریقت میں وابستہ ہوتا ہے۔ اُسے مرشدانِ برحق کے توسط اور حضرت نبی کریم ﷺ کے توسل سے جزبۂ وجدانی القا ہو کر نسبت قائم ہو جاتی ہے۔ اور اپنے کسب و ریاضت اور اپنی صلاحیت و استعداد کے مطابق اسمِ ذات اللہ کی کثرت سے اُس پر فیضان کی بارش ہونے لگتی ہے۔

- مشائخِ طریقت اسم ذات اللہ کا ذکر کثرت سے تدریجاً یومیہ ۲۵ ہزار تک کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ساتھ ساتھ اصحاب طریقت صبح و شام اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسمائے حُسنیٰ میں سے بھی بطور تسبیح مکمل یا اُن میں چند منتخب اسماء مبارکہ کی تسبیح بطور دعا، حرف ندا کے ساتھ پڑھنے کی ترغیب و تعلیم دیتے ہیں۔
- اصحاب طریقت اسم ذات ''اللہ'' کو پاس انفاس میں جاری کرتے ہیں۔ اسی اسم اعظم اللہ کا مراقبہ کر کے ذکر قلبی بھی قائم کرتے ہیں۔ اور اسی اسم پاک اللہ کی روشنی میں سب اسمائے حُسنیٰ کے انوار و تجلیات متجلّی ہو کر عالم ملکوت منکشف ہوتا ہے۔
- طریقت کے جتنے بھی سلاسل جاری ہیں، سب کی تعلیمات ایک ہی ہیں۔ مقامی ماحول اور ضروریات وقتی کے سبب بعض جزوی اسباق

میں فرق ہوتا ہے۔

- ہر حال میں بدعات سے بچنا ہے۔ ذکر وہی مقبول ہے جو سُنّت کے مطابق ہو۔ اس لیے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اذکار و اشغال اور وظائف و اوراد کا اثر اُسی حالت میں ظاہر ہوتا ہے جب کہ عقائد شرک و الحاد سے پاک ہوں۔ اور اعمال فسق و بدعت سے پاک ہوں۔ اور اخلاق و معاملات صاف ستھرے اور پاکیزہ ہوں۔ ورنہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ شرک و الحاد، فسق و بدعت اور بد خُلقی و بد معاملگی کی موجودگی میں ذکر و شغل اور ہر وظیفہ و ورد کا الٹا اثر ہوگا۔ اور ہر طرح کی بدحالی و خرابی پیش آئے گی۔
- اور ان چیزوں کے حصول کے لیے کسی متبع سُنّت مرشد کی اجازت سے وظیفہ پڑھنے سے برکات و فیوضات میں اضافہ ہوتا ہے اور ترقی کے منازل طے کر سکتا ہے۔

اسماء حُسنیٰ پڑھنے کا طریقہ

اسماء حسنیٰ کا ذکر کرنے کے دو طریقے ہیں: جہری و سرّی۔

زبان کی حرکت اور آواز کے ساتھ ذکر کرنا جہری ہے۔

اور بغیر آواز کے پڑھنا سِرّی ہے۔

پھر سرّی ذکر بھی دو قسم ہے۔ بغیر آواز کے زبان کی حرکت کے

ساتھ پڑھنا یا بغیر آواز اور بغیر زبان کی حرکت کے صرف دل میں پڑھنا۔

دونوں طریقوں میں سرّی طریقہ کو فضیلت حاصل ہے۔ جس طرح نماز باجماعت میں اور انفرادی نماز میں سرّی ہی طریقہ پر تسبیحات پڑھنا سُنت ہے۔

اسماء حُسنیٰ میں سے کسی اسم کو بار بار دہرانے سے تکرار لفظی کے سبب تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ اور الفاظ و حروف کے سُلب سے معانی جوش کے ساتھ ابلنے لگتے ہیں۔ جیسے مُسلسل رگڑ سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔

رموز اسماء حسنیٰ ہر اسم کے ماتحت ستر (۷۰) مخفی قوتیں ہیں۔ جن کو خواہ موکلات کہو یا روحانیت یا تاثیر کہو، وظیفہ پڑھنے والے کے گرد و بیش ان کی برکات کا ظہور ہوتا ہے۔

تزکیہ نفس اور تصفیہ ٔقلب کے لیے مشائخ اسماء حُسنیٰ میں سے چند اسماء کے ورد کی تلقین کرتے ہیں۔ جس سے لوگ تزکیہ و تصفیہ کے مراحل طے کرتے ہیں۔

ولایت کے مراتب و مقامات

اولیاء اللہ ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں۔ جن میں سے ۳۰۰ اولیاء اللہ کے روحانی مقامات و مراتب بیان کیے جاتے ہیں۔

یہ اولیاء اللہ دُنیا کی ساتوں اقلیموں میں خدمات انجام دیتے ہیں۔ ہر ولایت میں پچاس، پچاس افراد ہوتے ہیں۔ ان میں سے چالیس (۴۰) ابدال اور دس (۱۰) اوتاد ہوتے ہیں۔

جب کوئی صاحب مرتبہ ولی اللہ وفات پاتا ہے تو باقی اولیاء اللہ میں سے کوئی ان کی جگہ مقرر ہوتا ہے۔

دنیا کا نظام ظاہری سب تنظیم باطنی کا عکس ہے۔

کارکنانِ قضاوقدر کے ماتحت اہلِ خدمات کام کرتے ہیں۔

حکومتوں کا تغیر و تبدل، ممالک کی فتح وشکست، قحط، وبا اور اسی قبیل کے تمام واقعات وحالات مخلوق کے کردار و اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ جن کا ظہور عوام کے معاملات کی مناسبت سے ہوتا ہے۔

دنیا میں اوتاد، ابدال، قطب، غوث ہیں۔

نسبت کیا چیز ہے؟

نسبت ایک وجدانی جذبہ ہے جو منجانب اللہ حق تعالیٰ جل شانہٗ عبادت کرنے والے مخلص کو بطور القاعطا ہوتا ہے۔

حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ سے قبل بغیر انبیاء کے توسط کے بعض مخلص بندوں پر یہ جذبہ شریفہ القاء ہوا۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۝ (پ۱۵، سورہ کہف آیت ۶۵)

سو انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو پایا۔ جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھایا تھا۔

نسبت یا جذبۂ وجدانی در حقیقت ایک رحمت ہے۔ جس کو یہ چیز القاء ہوتی ہے اسے اسماء حسنیٰ سے بے پناہ محبت ہو جاتی ہے۔ پھر جب "اسمائے حسنیٰ" کی تسبیحات پڑھتا ہے۔ اور نظر میں نقش مبارک "اللہ" جماتا ہے تو معارف و حقائق کا ایک بحر بیکراں سامنے آکر جوش زن ہوتا ہے۔

رضائے الٰہی

جو شخص محض رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اپنی جان و مال کی پیشکش کے ساتھ کسی حق پرست اہل السنت و الجماعت پیر و مرشد کے دست حق پرست پر بیعت کر لے تو اس سے حقیقی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ جو لوگ بیعت حقیقی سے مشرف ہوتے ہیں، وہ منزل مقصود تک پہنچ کر تصوف کی لائن میں "صالح" کہلاتے ہیں۔

ان لوگوں کی شناخت کے لیے قرآن مجید میں تعریف آئی ہے:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ

السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ[1]

جو توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع اور سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم دینے والے اور بُری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے اور ایسے "مومنین" کو خوشخبری سنا دیجیے۔

تصوف کی تعلیمات کی غرض وغایت

ساری تعلیمات اور معمولات کی غرض و غایت ما سِوَیٰ اللہ سے انقطاع اور قلب کا حضور و شہود حق سے معمور و منوّر ہو کر مقام صدق رضا میں متمکن ہونا ہے اور صالح المومنین میں شمار ہونا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ○[2]

پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبریل ہیں اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے مدد گار ہیں۔

توبۃً النصوح

یہ آیت وجوب توبہ خالصہ پر نص ہے۔

---

[1] پ۱۱، التوبہ آیت ۱۱۲۔

[2] پ۲۸، التحریم ۶۶، آیت ۴۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى
رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ
بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ [1]

اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو۔ امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔ جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اور جو مسلمان اُن کے ساتھ ہیں، اُن کو رُسوا نہ کرے گا۔ ان کا نور اُن کے داہنے اور اُن کے سامنے دوڑتا ہو گا۔ یوں دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمارے لیے اس نور کو اخیر تک رکھیے اور ہماری مغفرت فرما دیجیے۔ آپ ہر شے پر قادر ہیں۔

علوم اسلامیہ دو قسم کے ہیں ظاہری اور باطنی۔

ظاہری علوم کو علم شریعت کہتے ہیں۔ تزکیہ نفس ظاہر علم شریعت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے اس علم کو علم الیقین بھی کہتے ہیں۔ باطنی

[1] پ۲۸، التحریم آیت ۸۔

علوم کو علم طریقت کہتے ہیں۔ تصفیہ باطن علم طریقت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے اس علم کو عین الیقین بھی کہتے ہیں۔

شریعت و طریقت لازم وملزوم ہیں

بغیر شریعت کے طریقت کا حصول محال ہے۔ شریعت کا عالم با عمل سچا مسلم حنیف ہوتا ہے اور طریقت کا عالم سچا مومن صالح ہوتا ہے۔

دین ومذہب کی بنیاد قرآن وسنت پر ہوتی ہے۔

جس طرح نبی کریم ﷺ نے شریعت کی تعلیم دی ہے اسی طرح حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو **وَيُزَكِّيهِمْ** کے حکم کے تحت طریقت کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ شریعت اور طریقت دونوں کا ماخذ و منبیٰ کتاب و سنت ہی ہوتا ہے۔

تقویٰ سے علم الٰہی حاصل ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ** [1]

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو علم سکھلا دے گا۔

(۲) دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا** (سورہ الانفال آیت ۲۹)

اے ایمان والو! اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک تمیز اور

---

[1] پ ۳، البقرہ آیت ۲۸۲۔

علم عطا فرمائے گا۔

(۳) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔[1]

یعنی: میں نے نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں اور مجھے پہچانیں۔

اس جگہ یہ لام علت اور سبب کا ہے کیوں کہ اس میں اس شخص کے سوال کا جواب ہے جو سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے جن و انسان کیوں پیدا کیے۔

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے یہ جواب آیا ہے۔ لِيَعْبُدُوْنِ یعنی میں نے ان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

تقویٰ اللہ پر اختیار کرے تو اللہ اس کو علم سکھاتا ہے

جو شخص امتِ نبویہ میں سے عمل بموجب شریعت محمدیہ کرتا ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو علم سکھاتا ہے۔ اور اُس کے لیے علوم ان علوم کو سکھلانے کا ذمہ اٹھاتا ہے۔ جس سے علوم الٰہی کے اعمال پیدا ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے۔

چناں چہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] سورہ الذاریات آیت ۵۱۔

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ یُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ [1]

یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنا علم سکھلائے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے ساتھ علم رکھتا ہے۔

(۲) دوسری جگہ فرمایا: اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا [2]

یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو گے تو وہ تم کو متمیّز کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اللہ میں سے کسی ولی کو اُن امور سے حضرت خضر علیہ السلام کی طرح آگاہ کر دے جن کو وہ اپنی مخلوق میں جاری فرماتا ہے۔ اور اپنے پاس سے اُس کو خاص علوم عطا فرما دے جن کی عبارت ان صیغوں کے ساتھ ہو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہیں۔

جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ۔ (پ۱۶، سورہ کہف)

یعنی میں نے یہ کام اپنی مرضی سے نہیں کیا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ [3]

یعنی یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔

---

[1] البقرہ آیت ۲۸۲۔

[2] سورہ الانفال آیت ۲۹

[3] سورہ احزاب آیت ۲۱

آپ ﷺ نے ہمارے لیے یہ دروازہ مفتوح فرمایا اور ہم کو اس امر کی اپنے پروردگار کی طرف سے دعوت فرمائی۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی کہ: **فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ**۔ [1]

یعنی میری پیروی کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت وپیار کرے گا۔

وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (سورہ آلِ عمران آیت ۳۱)

اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

(۵) اور یہ عزت افزائی حضور ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوگی۔

غور طلب بات یہ ہے کہ جب ہم پر حق تعالیٰ سبحانہٗ کی طرف سے حق کا ورود ہوا جس میں سراسر رحمت اور عنایت الٰہی مرکوز تھی اور ہم کو اس کے ساتھ توجہ دلائی اور عنایت فرمائی۔ اور اس کے ساتھ ہی رحمت الٰہی ہمارے شامل حال ہے۔ اور اس سے مراد ہماری اتباع سنت نبوی ﷺ اور شرع الٰہی ہے۔ جو ہمارے لیے مشروع ہوئی اور ہم اس میں کچھ خلل اندازی نہیں کرتے۔ اور نہ ہم اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو حرام کرکے اور نہ اُس کے حرام کو حلال کرکے اس کی مخالفت کے مرتکب ہوتے ہیں۔

---

[1] پ ۳ رکوع ۱۱

آپ ﷺ پر جو نازل ہوا تھا، اُس کو ہمارے لیے بیان کرنے کے لیے آپ ﷺ مامور تھے۔ اور ہم اس کے سوا کسی اور عبارت کی طرف عدول نہیں کریں گے۔ کیوں کہ ہم اس کے بیان کرنے کے طالب ہیں۔ باوجود یہ کہ وہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ۔ (اللہ کی مثل کوئی چیز نہیں) کے ساتھ متحقق ہے۔

بدیں وجہ ہمارے لیے پیروی و متابعت آں حضرت ﷺ مشروع ہوئی۔[1]

حدودِ شریعت سے متجاوز اور قیود طریقت سے ماوریٰ کوئی شاہراہ نہیں ہے۔ اسی راستہ پر چلتے ہوئے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ جب راہِ طریقت پر چلتے ہوئے طبیعت کتاب و سنت پر چلتے چلتے ہر گناہ سے نفرت کرنے لگ جائے تو اس پر راہ حقیقت کھلتی ہے جس کو حق الیقین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور جس کے اسرار و رموز وہبی طور سے حاصل ہوتے ہیں اصطلاحاً اس راہ کو معرفت و حقیقت بھی کہتے ہیں۔

شریعت و طریقت کا ماحصل بھی حق الیقین ہی ہے۔ سالکانِ راہ طریقت جب یہ اتباع شریعت کے سب مراحل طے کر چکتے ہیں، منزلِ حق الیقین ہی میں پہنچتے ہیں۔

---

1 فتوحات مکیہ ج ١ اپ ١٨ ب ٣٠ ص ٦٨٨۔ از شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ۔ مطبوعہ سیرت فاؤنڈیشن ٨٥٥۔ این سمن آباد لاہور۔

جس طرح قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔ سورہ کہف میں اس علم کی حقیقت کا ایک سبق آموز تذکرہ بیان کیا گیا ہے۔ مذکورہ واقعہ سے یقیناً یہ سبق ملتا ہے کہ کتاب و سنت کی راہ میں چلتے ہوئے بعض واقعات ایسے بھی آتے ہیں جن کو طے کرنے کے لیے صبر و استقلال اور خدمت و اطاعت کے دوران حدودِ شریعت سے متجاوز امور بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ اس لیے اس راہ میں جب ایسے امور نظر آئیں تو بڑے صبر و استقلال سے راہِ شریعت پر گامزن رہے اور راستے مین جو کٹھن، دشوار گزار گھاٹیوں، خاردار وادیوں، ہیبت ناک منظر، پراسرار عجائبات، محیر العقول واقعات اور جاں گداز مصائب و مشکلات سے واسطہ پڑے تو شریعت کا دامن نہ چھوڑے۔ جس طرح شریعت کی اتباع کے بغیر طریقت کی تکمیل نہیں ہوتی، اسی طرح معرفت کے بغیر منزل تک رسائی نہیں ہوتی۔ معرفت سے مراد اسماء باری تعالیٰ عزاسمہٗ کا عرفان اور منزلِ حقیقت میں تاثیرات وخواص کا مشاہدہ ہے۔

اسماء حُسنیٰ میں ایک اسمِ اعظم "اللہ" ہے کہ سب اسمائے حسنیٰ کی ضمیر اسی کی طرف راجح ہوتی ہے، جسے اسم ذات بھی کہتے ہیں۔

صفتِ اعظم ''سبحان''

اسی طرح صفاتی اسماء حسنیٰ میں ایک اسم ''سُبحَانَ'' ہے کہ ہر صفت کی ضمیر اس کی طرف راجع ہے اور یہی صفتِ خاص بھی کہلاتی ہے۔

اسمِ اعظم ''اللہ'' اور صفتِ اعظم ''سُبحان'' کے ساتھ اسماءِ حسنیٰ کی جب تسبیح پڑھی جاتی ہے، اسمائے حُسنیٰ کا فیضان مثل بارش برسنے لگتا ہے۔

(۱) **وظیفہ عامہ** اسمائے حسنیٰ کے حفظ کرنے کی فضیلت میں صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں۔ ایک کم سو، جس نے ان کو حفظ کر لیا وہ داخلِ جنت ہو گا۔[1]

(۲) صحیح مسلم میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں جس نے ان کو حفظ کر لیا وہ داخلِ جنت ہو گا۔

(۳) صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے: کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں۔ ایک کم سو، جس نے ان کو گن رکھا وہ جنت میں پہنچا۔

(۴) صحیح ترمذی میں ہے:

عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ ان لِلّٰہ تسعین و تسعۃ اسمائۃ غیر واحدۃ من احصاھا دخل الجنہ و ھو اللہ

---

1 بخاری شریف ج۷، ص۵۷

الذی لَا اِلٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم ...... الخ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں۔ یعنی ایک کم سو۔ جس نے ان کو گھیر لیا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ وہ نام اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم...... الخ ہیں۔

(۵) ابنِ ماجہ میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں۔ ایک کم سو۔ وہ وتر ہے اور وتر کو دوست رکھتا ہے۔ جس نے ان ناموں کو حفظ کر لیا وہ داخلِ جنت ہوا۔

ان احادیث سے اسمائے حسنیٰ کو پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

(۲) رسول للہ ﷺ کے فرمانے سے یہ ثابت ہوا کہ اسم ذات اللہ کے علاوہ ۹۹ صفاتی نام اور ہیں جو اس اسم ذات اللہ کی طرف مضاف ہیں۔ یہ اسم اپنی شمولیت کے بعد ۱۰۰ بنا دیتا ہو یہی معنٰی قرین قیاس ہے۔

پڑھنے کا طریقہ (۱) پورے اسمائے حسنیٰ چالیس یوم تک بغیر ناغہ ۳۶۰ بار پڑھیں۔ چالیس یوم مکمل کرنے کے بعد صبح و شام ایک ایک بار پڑھا کریں، تاثیرات کا ظہور ہوتا رہے گا۔

(۲) اسمائے حُسنیٰ میں سے کوئی خاص اسم پڑھنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ چالیس یوم تک بغیر ناغہ ۱۷۵۰ بار روزانہ پڑھیں۔ چالیس یوم تک مکمل کرنے کے بعد روزانہ ستر (۷۰) بار پڑھیں اور یہ ہمیشہ معلوم رکھیں تاثیرات کا ظہور اُس اسم کا ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۳) اسمائے حسنیٰ میں سے پہلے اسم الاعظم کی شناخت کر کے پھر اُس ایک اسم اعظم یا دو اسم اعظم کو ملا کر چالیس دن روزانہ تیس ہزار (۳۰۰۰۰) بار پڑھیں۔ اس طرح چالیس یوم میں بارہ لاکھ کی تعداد پوری کریں۔ یہ نفس کی اصلاح کے لیے مجرب عمل ہے۔

(۴) دوسری صورت یہ ہے کہ اسمائے حسنیٰ میں سے دو اسم ملا کر پڑھے جاتے ہیں۔ چالیس دن باشرائط روزانہ بارہ ہزار بار پڑھنے سے مطلوبہ تاثیرات ظاہر ہو جاتی ہیں۔

(۵) اسمائے حُسنیٰ میں سے صرف اسم اعظم اللہ پڑھنے سے سب تاثیرات ظاہر ہو جاتی ہیں۔

اس لیے مشائخ اسم اعظم اللہ کثرت سے پڑھنے کی تاکید کر کے ۲۵۰۰۰ بار روزانہ پڑھنے کا وظیفہ بتاتے ہیں۔ اس میں سب وظائف آ جاتے ہیں۔ یہ آخری سبق اسمائے حُسنیٰ میں سے ہوتا ہے۔

عباد مخلصین پر ان کے زہد و تقویٰ اور عبادت و مجاہدہ کی بنا پر ان کی صلاحیت و استعداد کے بموجب اسمائے الٰہی کی تجلیات جلوہ ریز ہوتی ہیں اور اسمائے حسنیٰ کا ذکر کرنے پر ان کے کسب و ریاضت کے مطابق تاثیرات وخواص اور اسمائے حسنیٰ کے اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔

اعمال کا دارومدار نیّت پر ہوتا ہے۔ "اسمائے حسنیٰ" کے ورد کے دوران نیّت فقط خالص اللہ کی رضا حاصل کرنا ہو۔ ان شاء اللہ اگر نیّت

میں اللہ کی رضا کا حصول ہو گا تو اسمائے حسنیٰ کی برکات سے دنیا و آخرت میں وہ ضرور کامیاب و کامران ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی کامل معرفت نصیب کر دیں اور اپنی رضاء کی نعمت سے سرفراز کر دیں۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّم۔

وَالْحَمْدُلِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل و ضلع چکوال)

۳ ربیع الاوّل ۱۴۴۲ھ/۲۱/اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز بدھ

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید

النور منیجمنٹ
چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.alnoors.com
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لیے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لیے رجوع کریں

صداقت اہلسنّت والجماعت پر محققانہ شہرہ آفاق مطبوعات

ہماری کتابیں آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے ہماری ویب سائیٹ وِزٹ کریں:

www.alhanfi.com